



باب نمبر 5۔ طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم 207

210	طلاق کا لغوی معنی
210	لغوی طور پر طلاق کا استعمال
211	عرفی طور پر طلاق کا استعمال
211	اصطلاحی تعریف
213	طلاق دینے کا جواز
216	طلاق دینے میں مرد کے اختیار کی حکمت
217	طلاق دینے کا طریقہ
221	طلاق ثلاثہ اور امت مسلمہ
223	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق ثلاثہ کا حکم
225	قرآن مجید سے دلائل
236	احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دلائل

أَحْمَدُكَ اللَّهُمَّ يَا مُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ هُوَ
أَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ ذَوِي الْفَضَائِلِ -
أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ
بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عظم نوالہ و اعظم شأنہ و اتم برہانہ کی حمد و ثناء اور
حضور سرورِ کائنات، مقرر موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسار
زماں سیدِ سرور اں، حامیِ بیکساں، قائدِ المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جنابِ محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد:

وارثانِ منبر و محراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت و موہبت، حاملینِ عقیدہ اہل سنت
 نہایت ہی معزز و محتشم حضرات و خواتین سامعین و ناظرین!
 رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ
 اہتمام فہمِ دین کورس کے چودھویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔
 آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و
 سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔
 دین کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ طلاق کا مسئلہ ہے۔
 بقائے نسل اور بقائے انسانیت چونکہ نکاح سے وابستہ ہے اور نکاح کے شعبہ
 جات میں سے طلاق کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ لہذا ایک شخص جو مومن ہے، عاقل ہے،
 بالغ ہے، اس پر نکاح اور طلاق کے مسائل کو جاننا یوں فرض ہے جیسے اس پر نماز کی
 فرضیت ہے۔ پورے دین کو جاننا تو ایک فرض کفایہ ہے لیکن ایک مسلمان زندگی کے جس
 شعبہ میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے اس کے مسائل کو جاننا فرض عین ہے۔
 مثال کے طور پر تاجر کا تجارت کے شرعی مسائل کو جاننا یہ فرض عین ہے۔ اسی

طرح جو عاقل و بالغ ہے اس کے لئے نکاح کے مسائل، طلاق کے مسائل اور ان تمام چیزوں کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ بالخصوص طلاق ثلاثہ کا مسئلہ طلاق کے اہم مسائل میں سے ہے۔

اس واسطے آج ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو قدرے تفصیل سے بیان کریں گے اور اس کی بحث کے جو اہم حصے ہیں، وہ سامنے لائیں گے۔

طلاق کا لغوی معنی

طلاق عربی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی کھولنا ہے۔

- 1- حل العقد: کسی رسی کو کھولنا، اس کو لغت میں طلاق کہا جاتا ہے۔
- 2- ناقتہ طالق: وہ اونٹنی کہ جس کی رسی اتار دی گئی ہو یعنی رسی سے باندھی ہوئی ہو اور اس کی رسی کو کھول دیا جائے۔
- 3- اسیر مطلق: جیل میں بند قیدی کو رہا کیا جائے تو اسے اسیر مطلق کہا جاتا ہے

لغوی طور پر طلاق کا استعمال

لغوی طور پر لفظ طلاق حسی قید کو ختم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یعنی رسی تھی یا بیڑی تھی یا کسی اور چیز نے بندے کو روکا ہوا تھا، وہ حسی تھی، یعنی نظر آرہی تھی۔ انسان ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہو جس کو کسی چیز کے ساتھ باندھا گیا ہو تو اس حسی قید کو حسی بیڑی کو اور حسی گرہ کو کھولنا طلاق کا لغوی معنی ہے۔

عرفی طور پر طلاق کا استعمال

عرف کے لحاظ سے فقط طلاق ایک معنوی قید کو اٹھانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ عورت کا مرد کے ساتھ جو رشتہ نکاح کی وجہ سے بنا تو وہ ایسا نہیں تھا کہ عورت کو کسی رسی کے ساتھ باندھا گیا ہو، کوئی محسوس قید یا کوئی محسوس چیز نہیں تھی۔ ایک معنوی چیز تھی کہ جس کی وجہ سے عورت ایک مرد کے ساتھ باندھی گئی تھی اور اس کے ساتھ متعلق ہو گئی تھی، اس کا عقد ہو گیا تو عرف کے لحاظ سے لفظ طلاق اس معنوی قید کو اٹھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس واسطے آج اس طلاق کی گفتگو کو سنتے ہوئے اس لغوی وضاحت اور عرفی وضاحت کے ساتھ ہمیں طلاق کا اصطلاحی معنی بھی دیکھنا چاہئے۔

اصطلاحی تعریف

حَلُّ قَيْدِ النِّكَاحِ بِلَفْظِ الطَّلَاقِ وَنَحْوِهِ درمختار: ۵۷۰/۲

طلاق یا اس طرح کے کسی لفظ کو بول کے نکاح کے بندھن کو ختم کر دینا، اس کو طلاق کہا جاتا ہے۔ نکاح کی قید کو لفظ طلاق سے یا اس طرح کے لفظ سے اٹھا دینا اس کو طلاق کہتے ہیں۔

رَفْعُ قَيْدِ النِّكَاحِ فِي الْحَالِ أَوِ الْمَالِ بِلَفْظِ مَخْصُوصٍ درمختار: ۵۷۰/۲

نکاح کی قید کو اٹھانا اسی وقت یا مستقبل میں لفظ مخصوص کے ساتھ اس کو طلاق

کہا جاتا ہے۔

اس میں حال کا اور مال کا جو استعمال ہوا ہے اس سے اصل میں طلاق کی جو دو اقسام ہیں، ان کو بیان کرنا مقصود ہے۔

نمبر ۱۔ طلاق رجعی: Revocable Divorce

طلاق رجعی میں بھی ایک قید کو اٹھایا جاتا ہے مگر وہ فی الحال نہیں اٹھتی۔ اس میں ابھی وقت گزرے گا تو پھر وہ طلاق حکم کا فائدہ دے گی، چونکہ اس میں بندے کو عدت کے اندر رجوع کا اختیار ہے، وہ جب چاہے صرف اتنا کہہ دے کہ یہ میری بیوی ہے تو طلاق کا اثر ختم ہو جائے گا لیکن طلاق اس کے کوٹے میں شمار ہوگی کہ اس مرد نے ایک طلاق دے دی ہے اور باقی صرف دو کا حق رہ گیا ہے لیکن کسی نئے نکاح کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس طلاق رجعی کی وجہ سے رجوع کافی ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ طلاق رجعی کی وجہ سے طلاق کا بندھن اٹھتا تو ہے مگر فی الحال نہیں اٹھتا مستقبل میں جا کے اٹھتا ہے۔ جب عدت ختم ہو جائے گی تو عدت ختم ہونے کے بعد پھر نکاح والا حکم ختم ہو جائے گا وہ عورت پہلے خاوند سے آزاد ہوگی، آگے جہاں چاہے گی شادی کر سکے گی۔ دوسری قسم کی پھر دو قسمیں ہیں۔

1۔ طلاق بائنہ۔

2۔ طلاق مغلظہ Irrevocable Divorce

طلاق رجعی کے علاوہ جو طلاق بائنہ ہے یا مغلظہ تو اس کی وجہ سے فوراً نکاح کا

حکم اٹھ جاتا ہے، اسی وقت وہ عورت بندے کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔ اگرچہ آگے نکاح کرنے کے لئے اس کو عدت تو گزارنا پڑے گی مگر فی الحال نکاح سابق کی قید اٹھ جائیگی۔ اس تعریف کا یہ مطلب ہوا کہ نکاح کی قید کو اٹھانا لفظ مخصوص کے ساتھ، خواہ فی الحال نکاح کی قید اٹھادی جائے یا مستقبل کے اندر وقت معین گزرنے پر نکاح کی قید اٹھادی جائے۔

الفاظ طلاق

اس کے لئے الفاظ مخصوص ہیں یا تو صراحۃً لفظ طلاق کہہ دے یا اس طرح کہہ دے کہ تو مجھ سے بائن ہے، یا حرام ہے۔ اس طرح کے الفاظ بولے۔

طلاق دینے کا جواز

اسلام میں طلاق دینے کا جواز تو ہے مگر یہ کوئی پسندیدہ کام نہیں ہے۔ اصل میں ایک مرد اور ایک خاتون کا آپس میں رشتہ قائم ہوا تو اسلام یہ چاہتا ہے کہ یہ آپس میں گزارہ کریں۔ اگرچہ آپس میں کچھ طبیعتوں کا فرق بھی ہے لیکن پھر بھی کوشش یہ کی جائے کہ ناچاقی نہ ہو اور ان کا گزارہ ہوتا رہے بہر حال طلاق کا جواز قرآن و سنت میں موجود ہے۔

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲۹ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِیْحٍ بِاِحْسَانٍ

طلاق دو ہیں پھر اس کو اچھے طریقے سے روک لو یا پھر احسان کرتے ہوئے

اس کو چھوڑ دو۔

اس سے پتا چلا کہ طلاق دینا شرعی طور پر جائز ہے۔ ایسے ہی رسول اکرم ﷺ سے بوقت حاجت طلاق کا صدور ہوا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے طلاق دی اور پھر آپ نے رجوع کیا، جس طرح ابن ماجہ میں یہ حدیث شریف موجود ہے:

طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا ابن ماجہ: ح: ۲۰۱۶

رسول اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی پھر ان کی طرف رجوع کیا۔

اس سے پتا چلا کہ طلاق دینا جائز ہے۔ اچھا یہ ہے کہ طلاق کی نوبت نہ آئے، ممکن حد تک کوشش کرنی چاہئے کہ طلاق کی نوبت نہ آئے۔ اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ ابن ماجہ شریف: ح: ۲۰۱۸

اللہ کے نزدیک حلال کاموں میں سے جو نا پسندیدہ کام ہے، وہ طلاق دینا ہے۔ اس سے پتا چلا کہ جواز تو ہے لیکن یہ پسندیدہ کام نہیں ہے۔

حدیث نمبر 2

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلْتُ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِي غَيْرِ مَا بَاسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔

سنن ابن ماجہ: ص ۱۴۸۔ رقم الحدیث۔ ۲۰۵۵ مسند امام احمد: ۲۷۷/۵

جس خاتون نے بغیر سبب کے خاوند سے طلاق مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کی خوشبو کو بھی حرام کر دیا۔

یعنی نہ تو مرد طلاق دینے میں جلدی کرے اور نہ ہی عورت مرد کو کہے کہ تو مجھے طلاق دے دے، اس کو اتنا ناپسند کیا گیا کہ جس نے بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے خاوند سے کہا کہ تو مجھے فارغ کر اور تو مجھے طلاق دے دے تو رسول اکرم ﷺ اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو کو حرام فرما دے گا۔

لہذا یہ شریعت مطہرہ کا تقاضا ہے کہ مرد بھی اس میں جلدی نہ کرے اور عورت بھی خواہ مخواہ مطالبہ نہ کرے۔ اصل جو رشتہ منعقد ہو گیا، اس کو نبھانے کی کوشش کی جائے۔ اس کے بعد اگر ان دونوں کا گزارہ نہیں ہوتا تو یہ ایک معقول سبب ہے یعنی ان کی طبیعتوں میں شرق و غرب کا بعد ہے اور بالکل اس گاڑی کے چلنے کا کوئی امکان ہی نظر نہیں آتا تو پھر شریعت میں اجازت موجود ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے مرد کو اختیار دیا ہے کہ وہ عورت کو طلاق دے سکتا ہے۔

بَيِّنَةُ عَقْدَةِ النِّكَاحِ سورة البقرة: ۲۳۷

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے، عورت کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اسباب کے پائے جانے کے بعد وہ جب چاہے گرہ کھول دے، طلاق واقع ہو جائے گی۔ اصل اساسی حق مرد کا ہے، نہ عورت خود طلاق دے سکتی ہے اور نہ ہی جج اور حاکم اپنی طرف سے عام نارمل صورت میں مرد کی طرف سے وکیل بن کے طلاق دے سکتے ہیں۔

طلاق دینے میں مرد کے اختیار کی حکمت:

آج کے دور میں اذہان روشن خیالی کا ایک وبال رکھتے ہیں تو کئی لوگ اس پر بھی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں کہ اگر مرد کو حق ہے تو عورت کو حق کیوں نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے اور اس کی حدود ہیں، یہ قیاسی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا جیسا حکم ہے ویسے ماننا پڑے گا لیکن حکمت سمجھ میں آتی ہے۔

1۔ عورت اپنی فطرت اور طبیعت کے لحاظ سے فیصلوں میں جلد باز ہوتی ہے، جلد متاثر بھی ہو سکتی ہے اور جلد متنفر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر عورت کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار ہوتا تو چھوٹے چھوٹے معاملات پر طلاق دے بیٹھتی اور اس کے بعد پھر ساری عمر بچھتا رہتی اور شرمسار رہتی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار نہیں دیا بلکہ اس کے مقابلے میں اختیار مرد کو دیا کیونکہ مرد مجموعی طور پر اتنا جلد باز نہیں ہے، بالکل معمولی سی بات پر وہ کوئی ہمیشہ کی دوریاں بنانے والا نہیں ہے تو اس کو طلاق کا اختیار دیا گیا

2۔ طلاق کے واقع ہونے کے بعد کچھ مالی اخراجات ہوتے ہیں وہ اخراجات مرد کو برداشت کرنے پڑیں گے تو جس نے اخراجات برداشت کرنے ہیں پھر وہ ہی دروازہ بھی کھولے۔ اخراجات کیا ہیں۔ مثلاً نکاح میں مہر موجد تھا ابھی ادا نہیں کیا گیا تھا مثلاً وہ دو سال کے بعد کرنا تھا۔ اب یہ قانون ہے کہ اگر طلاق ہو جائے تو فوراً مہر ادا کرنا پڑتا ہے، اب مرد پر یہ لازم ہے کہ وہ ابھی مہر پورا کرے۔ جب وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اس کو سوچ کے طلاق دینی ہے کہ مجھے اتنے پیسے بھی دینے

پڑنے ہیں اور میرے پاس بندوبست بھی نہیں ہے۔

ایسے ہی عدت کا نفقہ بھی تو مرد کے ذمے ہے اس کی ساری صورتحال اس کے سامنے ہوتی ہے تو اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو آگے جا کے کچھ اخراجات کا سامنا کرنا پڑنا ہے، وہ ہی اپنی رضا سے چاہے تو گرہ کھولے چاہے تو گرہ نہ کھولے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار مرد کو دیا لیکن اگر کوئی بندہ اختیار ختم کرنا چاہے تو پھر اس کو اجازت ہے، اختیار اپنا ختم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً نکاح کے وقت لڑکی والوں نے یہ لکھوا لیا تھا کہ ہماری لڑکی جب چاہے گی اپنے آپ کو طلاق دے سکے گی اور مرد نے اس کو تسلیم کر لیا تھا تو مرد نے خود ہی اپنا حق ختم کر دیا۔

اس کے بعد جس عورت نے طلاق کا حق مرد سے لے لیا ہے، مرد کا حق اس نے وصول کر لیا ہے تو وہ جب چاہے گی، طلاق دے سکے گی۔ لیکن اصولی طور پر اگر کوئی شرط ایسی طے نہیں ہوئی تو قرآن مجید کا جو فیصلہ ہے، وہ یہ ہے کہ

بَيِّدَهُ عُقْدَةُ النِّكَاحِ

مرد کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، وہ کھولے گا تو کھلے گی، ورنہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

طلاق دینے کا طریقہ

شریعت میں طلاق دینے کا ایک طریقہ ہے۔ یہ نہیں کہ جس طرح بندہ چاہے، بے لگام بولتا جائے اور طلاق دے۔ طلاق دینے کا سنت میں اور شریعت میں ایک طریقہ ہے، اس کے مطابق طلاق دینی چاہئے۔

1- جب بندہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہاں طلاق کی حاجت بھی پائی جائے، بلاوجہ طلاق نہ ہو، چونکہ طلاق کوئی پسندیدہ کام نہیں، واقعی کوئی حاجت متحقق ہو جائے تو پھر طلاق دی جائے۔

2- مرد طلاق اس وقت دے جب عورت کے ماہواری کے دن نہ ہوں، یعنی عورت حالت حیض میں نہ ہو، اس وقت اس عورت کو طلاق دے کیونکہ حالت حیض میں تو وہ طبعاً نفرت کر سکتا ہے، اس وقت طلاق کا حکم دیا گیا جب عورت اس کے لئے رغبت والی ہو، لیکن پھر بھی اگر وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اب حالت طہر میں دے تاکہ پتہ چلے کہ وہ واقعی اس سے جدا ہونا چاہتا ہے۔

طلاق دینے کا جو میں طریقہ بیان کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اچھا طریقہ ہے، اگر کسی نے بغیر حاجت شرعی کے پائے جانے کے طلاق دے دی، طلاق تو ہو جائے گی لیکن صحیح طریقہ یہ ہے کہ حاجت ہو تو طلاق دے۔ ایسے ہی اگر کسی شخص نے حیض میں طلاق دے دی تو اس میں طلاق واقع ہو جائے گی، لیکن شریعت یہ چاہتی ہے کہ طلاق اس وقت ہو جب طلاق دینا مشکل ہو، حیض کے وقت طلاق دینا آسان ہے اور طہر کے ایام میں طلاق دینا مشکل ہے، لہذا اس وقت یہ طلاق دے جب کچھ رکاوٹ ہو۔

3- شریعت یہ چاہتی ہے کہ تینوں طلاقیں اکٹھی نہ دی جائیں، ایک طہر میں ایک طلاق دی جائے تاکہ اس کے پاس ابھی گنجائش باقی ہو۔ ایک طہر میں دے گا تو عورت کا ہوش ٹھکانے آجائے گا اور ایسے ہی مرد کا بھی ہوش ٹھکانے آجائے گا۔

ایک طلاق ہو چکی ہے تو اب اس کو پتہ چلے گا کہ میرے بچوں کا کھانا کس نے پکانا ہے اور میری زندگی کیسے گزرنی ہے اور ابھی پیچھے گنجائش بھی باقی ہوگی۔ ابھی مرد دو طلاقوں کا اختیار رکھتا ہے تو شریعت نے قانون رکھا کہ وہ ایک طہر میں ایک طلاق دے تاکہ کم سے کم طلاقیں واقع ہوں اور طلاقیں واقع ہونے میں رکاوٹیں ہوں۔

شریعت یہ چاہتی ہے کہ ہر بندہ یوں اٹھ کے طلاق نہ دینا شروع کر دے، ہر طہر میں ایک طلاق دے گا تو پھر ٹائم گزرے گا اور اس میں ایسا لمحہ ضرور آئے گا، جس میں اس کو ہوش آئے گا، اگر وہ لوٹنا چاہے گا تو واپس آ سکے گا۔ اس کیلئے گنجائش موجود ہوگی، تو یہ شریعت نے طریقہ رکھا کہ وہ صرف ایک طلاق دے لیکن جس طرح پہلے دو باتوں میں اگر دیتا ہے تو ہو جاتی ہے۔ ضرورت کے بغیر طلاق دے پھر بھی واقع ہو جاتی ہے، حیض میں طلاق دے پھر بھی واقع ہو جاتی ہے، اور ایسے ہی تینوں طلاقیں بیک بار دے تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔

شریعت چاہتی ہے کہ ایک ایک طلاق دے تاکہ حکمت کا تقاضا پورا ہو لیکن اگر وہ اللہ کی طرف سے دیا ہوا گولڈن چانس نہیں لینا چاہتا اور اس پر وہ ضدی ہے، ہٹ دھرم بنا ہوا ہے تو پھر اس کو سزا بھی ملے گی۔

اب جس وقت وہ تینوں طلاقیں دے گا، اس کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً وہ یہ کہتا ہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں، یا یہ کہتا ہے کہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، یہ تینوں جملے ایک ہی مجلس میں بول دیتا ہے یا ایک ہی طہر میں بول دیتا ہے یا پھر وہ طلاق علیحدہ علیحدہ دیتا ہے تو جس طرح بھی وہ طلاق دے گا تینوں کی

تینوں واقع ہو جائیں گی۔

خواہ جملہ ایک ہو یا جملے جدا جدا ہوں۔ طہر ایک ہو یا طہر جدا جدا ہوں مجلس ایک ہو یا مجلسیں جدا جدا ہوں تو جس وقت وہ تینوں طلاقیں دے گا تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اس کے بعد وہ عورت خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اور اس عورت کا مرد کے ساتھ کوئی ازواجی تعلق باقی نہیں رہے گا، یہ فائسل طلاق ہے کہ جس میں رجوع کا نکاح کے لحاظ سے کوئی چانس نہیں ہے۔

بائنہ میں نکاح ہو سکتا ہے اور طلاق رجعی میں عدت گزر جائے تو وہ بائنہ بن جاتی ہے، اس میں نکاح سے معاملہ صحیح ہو سکتا ہے۔ جو ابتداء بائنہ ہے اس سے بھی نکاح کے ساتھ کام چل سکتا ہے مگر یہ جو تین طلاقیں ہیں، یہ فائسل طلاقیں ہیں، یہ وہ مقام ہے جہاں میاں بیوی کا آپس میں تعلق ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے اور وہ عورت خاوند پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید نے واپسی کی ایک ہی صورت رکھی ہے وہ یہ ہے

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

سورة البقرة: ۲۳۰

ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہو

گی جب تک وہ اس کے سوا کسی اور زوج سے شادی نہ کرے۔

یعنی وہ عورت یہاں سے فارغ ہو گئی، کہیں اور شادی ہو گئی اور وہاں سے

پھر اگر اس کو طلاق ہو گئی، اگر وہ پہلے خاوند کے پاس آنا چاہے تو وہ آسکے گی۔ اس کے

سوا قرآن مجید نے واپس لوٹنے کا کوئی راستہ نہیں رکھا اور ہمیشہ کے لئے وہ عورت مرد کے لئے حرام ہو گئی۔

ان تین شرائط میں حکمت یہ ہے کہ طلاق کے اندر کچھ رکاوٹ ہوتا کہ بندہ آخری حد کو نہ چھوئے کہ جہاں سے پھر لوٹنا مشکل ہو جائے۔

طلاق ثلاثہ اور امت مسلمہ

طلاق کے اسباب اور علل کو بیان کرنا ہمارا موضوع نہیں ہے، ہم اصل میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ طلاق ثلاثہ کے بارے میں امت مسلمہ کا جو موقف رہا ہے، رسول اکرم ﷺ کے فرامین سے اس کو واضح کرنا چاہتے ہیں۔

طلاق ثلاثہ کی صورت حال کہ ایک ہی جملے میں تینوں دی جائیں اور ایک مجلس میں تینوں دی جائیں، یہ واقع ہو جاتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی حیات ظاہری کے زمانہ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا یہی موقف رہا ہے، وہ صحابہ کرام ہوں یا تابعین یا ائمہ اربعہ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ ان چاروں کی فقہ کے اندر یہ تینوں طلاقیں اسی انداز میں واقع ہو جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ سینکڑوں اور ائمہ ہیں، سارے کے سارے اس بات پر متفق ہیں کہ جس وقت ایک شخص اپنی زبان سے تینوں طلاقیں دے دیتا ہے، اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی، وہ تینوں واقع ہو جاتی ہیں، اس کے بعد وہ عورت ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے۔ اس میں یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ ایک ہے طلاق کا شریعت کے مطابق

ہونا اور ایک ہے واقع ہو جانا۔ اب جس آدمی نے تینوں بیک باردی ہیں تو اس نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے مگر جو کچھ اس نے کیا ہے، وہ ہو جائے گا۔ اس کی مثال سمجھئے۔

سنت طریقہ پانی پینے کا یہ ہے کہ تین بار سانس لیا جائے، اب اگر ایک شخص سانس نہیں لیتا اور پانی کا گلاس پی جاتا ہے تو کیا آپ یہ کہیں گے کہ جس نے سنت کے مطابق پانی نہیں پیا اس نے پانی نہیں پیا۔ اگر اس نے تین سانس درمیان میں نہیں لئے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے گلاس پانی نہیں پیا۔ پانی تو اس نے پیا ہے مگر سنت طریقے سے نہیں پیا بلکہ خلاف سنت طریقے سے پیا ہے۔

ایسے ہی تینوں طلاقیں جس نے بیک باردی ہیں، اس کی تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی لیکن کام اس کا خلاف شرع ہوگا، اس کا دہرا جرم ہے کہ اس نے ایک تو جو طلاق کا ناپسندیدہ کام تھا وہ کیا ہے اور پھر ناپسندیدہ کام ناپسندیدہ طریقے سے کیا ہے اس کو چاہئے تھا کہ اگر اس نے ایسا کرنا ہی تھا تو جو شریعت میں طریقہ ہے وہ طریقہ سامنے رکھتا۔ مگر یہاں تو الٹی گنگا بہتی ہے۔

ایک تو وہ شخص جرم کر رہا ہے کہ اس نے شرعی طریقہ کو چھوڑا ہے اور دوسرا یہ کہ اس کو چھٹی دے دو، اس نے گویا یہ کام کیا ہی نہیں، نہیں نہیں۔ جس نے کیا ہے، ماننا پڑے گا کہ کام واقع ہو گیا ہے اور طلاقیں منعقد ہو چکی ہیں لیکن اس نے شریعت کے مطابق نہیں دیں ہیں۔ چاہئے تھا کہ ہر طہر میں ایک طلاق دیتا لیکن جو اس نے کیا ہے، وہ ہو گیا ہے۔ لہذا تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

میں اس وقت جمہور کا مذہب، ائمہ اربعہ کا مذہب بیان کر رہا ہوں اور سنت

طریقہ بیان کر رہا ہوں۔ میں یہ بھی بیان کر رہا ہوں کہ طلاق ناپسندیدہ عمل ہے اور طالق پر پابندیاں ہیں کہ بندہ کسی طرح طلاق دینے سے بچے، طلاق دے کے جب دروازہ بند ہو گیا تو کسی مفتی کی مجال نہیں کہ وہ کھولے، وہ دروازہ خدا نے بند کیا اور بندہ پھر اس کو کھول نہیں سکے گا۔

فرمان رسول ﷺ سے طلاق ثلاثہ کا حکم

رسول اکرم ﷺ کا فرمان نسائی شریف باب الثلاثہ المجموعۃ وما فیہ من التغلیظ کی حدیث نمبر ۳۴۳۰ میں موجود ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانٌ ثُمَّ قَالَ أَيْلَعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ حَتَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَلَا أَقْتَلُهُ

نسائی شریف، باب الثلاثہ المجموعۃ وما فیہ من التغلیظ، رقم الحدیث: ۳۴۳۰
رسول اکرم ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دے دیں:

فَقَامَ غَضْبَانٌ

تو نبی پاک ﷺ غصے سے کھڑے ہو گئے، آپ کو بڑا غصہ آ گیا۔

ثُمَّ قَالَ

پھر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَيْلَعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ۔

کیا میرے ہوتے ہوئے قرآن مجید سے مذاق کیا جا رہا ہے۔
جس نے تینوں طلاقیں اکٹھی دی ہیں اس نے اللہ کے قرآن سے مذاق کیا
ہے، اتنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ تھا کہ آپ بیٹھ نہ سکے بلکہ کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ
مجلس میں بیٹھے ہوئے صحابہ کرام کو بھی یہ محسوس ہوا کہ آپ سخت غصے میں ہیں۔

حَتَّى قَامَ رَجُلٌ

یہاں تک کہ ایک بندہ کھڑا ہو گیا

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أَلَا أَقْتُلُهُ

اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو قتل کر آؤں۔

جس نے تینوں طلاقیں اکٹھی دی ہیں، یہ کام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا نا پسند
ہوا۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اگر تینوں طلاقیں اکٹھی دینے سے واقع نہ ہوتیں تو
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو غصے کی کیا ضرورت تھی، آج جو لوگ کہتے ہیں ہزار دیں تو پھر بھی کچھ
نہیں ہوتا۔ لیکن اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا غصہ ہے کہ میں تمہارے اندر بیٹھا
ہوں اور میرے قرآن سے مذاق ہو رہا ہے۔ کوئی تین طلاقیں دے رہا ہے، کوئی کچھ
کر رہا ہے۔ جبکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں، ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انداز دو باتیں ہمارے لئے واضح کر رہا ہے۔

1- ایک یہ ہے کہ جو بندہ تین طلاقیں دیتا ہے، تینوں ہو جاتی ہیں ورنہ

نبی پاک ﷺ کو غصہ نہ آتا۔

2- دوسرا یہ ہے کہ جو طبقہ آج طلاق کو سمجھتا ہی کچھ نہیں، صبح بھی دیتے ہیں، شام کو بھی دیتے ہیں اور پھر بسائے رکھتے ہیں اور کہتے ہیں ہزار بھی دے دیں تو کچھ نہیں ہوتا۔ یہ تو اللہ کی حد ہے، اللہ کی حد سے جو مذاق کرے، اللہ اس کو کبھی بھی پسند نہیں کرتا۔ اس واسطے میرے محبوب ﷺ فرمانے لگے:

تعجب ہے کہ میں تمہارے اندر بیٹھا ہوں، میرے ہوتے ہوئے میرے قرآن سے مذاق ہو رہا ہے، لہذا جو طلاق دے سوچ کے دے، اس انداز سے طلاق نہ دو جس سے مجھے بھی غصہ آئے اور میرے خالق کو بھی غصہ آئے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ تین طلاقیں دینے کا عمل ایسا نہیں ہے کہ وہ تین دے بھی دے اور کچھ بھی نہ ہو بلکہ یہاں ڈبل ہوگا، تینوں واقع ہو جائیں گی اور دوسرا شریعت کی ناراضگی ہوگی۔

قرآن مجید سے دلائل

آیت نمبر 1-

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ
بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا۔ (سورۃ الطلاق: ۱)

جو بندہ اللہ کی حدود سے تجاوز کر گیا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔

لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا

تمہیں پتہ نہیں شاید اللہ اس کے بعد کوئی چیز پیدا فرمادے۔
اس کی شرح امام نووی نے شرح مسلم میں جس انداز سے کی ہے، وہ بڑا ہی
خوبصورت انداز ہے، امام نووی شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۴۷۸ میں اس آیت کی تشریح
میں فرماتے ہیں:

قَالُوا مَعْنَاهُ أَنَّ الْمُطَلَّقَ قَدْ يَحْدُثُ لَهُ نَدَمٌ۔

اس کا معنی یہ ہے کہ کبھی طلاق دینے والے کو شرمندگی ہوتی ہے۔

فَلَا يُمْكِنُهُ تَدَارُكُهُ لَوْ قَوَّعَ الْبَيْنُونَةَ۔

پھر اس شرمندگی کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا، علیحدگی کے واقع ہونے کی وجہ
سے اب اس وقت شرمندگی کا کوئی فائدہ نہیں یعنی تحلیل شرعی کے بغیر تدارک نہیں ہو
سکے گا۔

فَلَوْ كَانَتْ الثَّلَاثُ لَمْ تَقَعْ لَمْ يَقَعْ طَلَاقُهُ هَذَا إِلَّا رَجْعِيًّا فَلَا يَنْدَمُ۔

اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو یہ طلاق صرف رجعی واقع ہوتی پس اسے
ندامت نہ ہوتی۔

اگر تینوں طلاقیں ایک واقع ہوتیں تو پھر اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ تم حدود سے
تجاوز کر گئے ہو۔

یہ تب ہو واجب وہ ایسے موڑ پر پہنچ گیا ہے کہ ندامت تو ہے لیکن ندامت کو دور
کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، وہ تینوں طلاقیں جب دے چکا تو پھر اس کو شرمندگی
ہوئی کہ کاش میری بیوی واپس آجائے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ

جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا۔

کیسے؟ اس نے تینوں اکٹھی طلاقیں دے دیں۔

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ

اس نے اپنے آپ پر خود ظلم کیا ہے۔

یہ کوئی نہ کہے کہ شریعت نے کسی کا گھر برباد کر دیا۔ مفتی نے یہ کر دیا، شریعت

نے یہ کر دیا، مفتی کی کیا مجال کہ وہ ایسا کرے، یہ فیصلہ تورب ذوالجلال کا ہے۔

لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا

اے طلاق دینے والے! تجھے پتہ نہیں اگر تو ہمارے کہنے کے مطابق ایک

ایک دیتا تو اس ایک کے بعد بھی ہوش ٹھکانے آتا، اللہ امر پیدا کر دیتا۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ اس کی واپسی کا تیرے دل میں خیال ڈالتا کہ یہ کہاں

جائے گی، میں کہاں جاؤں گا تو میں ایسا طریقہ اختیار کروں کہ وہ واپس آجائے تو

طلاق دیتے وقت ظلم نہ اپنے آپ پہ کرو نہ کسی اور پہ کرو، طلاق اس انداز میں دو، اگر

ندامت ہو تو پھر اس کا تدارک بھی ہو سکے۔

اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو پھر ندامت کی صورت نہ بنتی کہ جس کا

تدارک ہو ہی نہ سکے۔ چونکہ ایسی صورت قرآن بیان کر رہا ہے تو پتہ چلا تین طلاقیں

ضرور واقع ہو جاتی ہیں، امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوئی ہوتیں تو طلاق رجعی واقع ہوتی، طلاق رجعی

میں اسکے لئے واپسی کا امکان موجود ہوتا، اس کو ظالم بھی نہ کہا جاتا، لاندہری کے الفاظ بھی نہ بولے جاتے، تو اللہ تعالیٰ کا قرآن بول رہا ہے کہ اس طریقے سے طلاق دوتا کہ حدود سے تجاوز بھی نہ ہو، اپنے اوپر ظلم بھی نہ ہو اور تمہارے لئے ندامت کو رفع کرنے کا موقع بھی موجود ہو۔

اس کی شرح معالم التنزیل اور تفسیر خازن میں کی گئی ہے۔

لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا۔ (سورۃ الطلاق: ۱)

کہ اللہ ایک امر پیدا کر دے گا۔

وہ کیا امر ہے؟ کہتے ہیں:

يُوقِعُ فِي قَلْبِ الزَّوْجِ مَرَّاجَعَتَهَا بَعْدَ الطَّلَاقِ أَوِ الطَّلَاقِ تَيْنٍ۔

معالم التنزیل: ۴۰۱/۵ تفسیر خازن: ۴/۲۷۸

اللہ تعالیٰ خاوند کے دل میں یہ بات ڈالے گا، کہ ایک طلاق کے بعد یا دو طلاقوں کے بعد تم اپنی بیوی سے رجوع کر لو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم سارے دروازے خود ہی بند کر رہے ہو اور تینوں اکٹھی دے رہے ہو، اپنے اوپر ظلم کر رہے ہو۔ یوں کرو کہ تمہاری ندامت کو مٹانے کا چانس باقی ہو۔ آج تمہیں سو فیصد جس بیوی سے نفرت ہے اور طلاق دے رہے ہو، کل اس سے سو فیصد رغبت بھی پیدا ہو جائے تو اللہ ایک طلاق کے بعد یا دو طلاقوں کے بعد تمہاری طبیعت میں یہ بات پیدا کر دے گا کہ رجوع ہونا چاہئے اور پھر گنجائش بھی ہوگی تو رجوع ہو جائے گا۔ اگر تم نے ایسی صورت حال اختیار کر لی کہ تینوں طلاقیں دے

چکے ہو، کچھ بھی باقی نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گنجائش نہیں ہے، جس کو رب گنجائش نہ دیتا ہو، اسے کون اپنی طرف سے گنجائش دے سکتا ہے۔

دوسری آیت

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔ (سورۃ الطلاق: ۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو اللہ سے ڈرے۔

يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔

اللہ تعالیٰ اس کے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔

جو ڈرے وہ مارا نہیں جاتا، اس کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے اور جو نہیں ڈرتا اس کے رستے بند ہو جاتے ہیں۔ اس کی تشریح مفسر بارگاہ رسول ﷺ جناب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے۔ یہ حدیث شریف ابوداؤد شریف کے باب النسخ المراجعة بعد التلقيات الثلاث کی حدیث نمبر ۲۱۹۷ ہے۔

عن مجاہد

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ

آپ فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

فَجَاءَ كَا رَجُلٌ

ایک بندہ آگیا۔

جس طرح طلاق کے بعد پریشان ہو کہ بندہ آ جاتا ہے اور وہ کہتا ہے، کچھ

میرے لئے کرو۔ ایسی صورت حال تھی، وہ آگیا

فَقَالَ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا۔

اس آدمی نے آکر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔

اب میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے لئے کوئی حل تلاش کریں،

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَسَكَتَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے۔

حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ رَاذِلُهَا إِلَيْهِ

یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس عورت

کو اس مرد کی طرف واپس لوٹا دیں گے۔

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بولے اور

اس کی جھاڑ کی جو طلاق دے کے آیا تھا۔

ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوقَةَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بولے کہ تم میں سے ایک شخص چلتا ہے اور

حماقت پہ سوار ہو جاتا ہے۔

فَيَرْكَبُ الْحُمُوقَةَ۔

حماقت کی سواری بنا لیتا ہے اور اس پر سوار ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ يَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ۔

اور پھر وہ کہتا ہے اے ابن عباس رضی اللہ عنہما میرا کچھ کرو، میرا کچھ کرو۔ پہلے جب حماقت کرتا ہے اس وقت اس کو سوچ نہیں آتی، اس وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما یاد نہیں ہوتا، اس وقت طریقہ نہیں پوچھتا، میں طلاق دینا چاہتا ہوں تو میں طلاق کیسے دوں؟ تم میں سے ایک شخص چلتا ہے۔

فَيَرْكَبُ الْحَمُوْقَةَ۔

حماقت پر سوار ہو جاتا ہے۔

پھر وہ مجھے پکارنا شروع ہو جاتا ہے، اے ابن عباس رضی اللہ عنہ میرا مسئلہ حل کرو، فرمانے لگے: حل میں کہاں سے نکالوں۔

وَأَنَّ اللَّهَ قَالَ۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔

جو بندہ تین طلاقیں دینے سے ڈرے گا، اس کا حل نکالیں گے۔

اب جو پیچھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ طلاق کا پس منظر بیان کر رہے ہیں تو انہوں نے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ کا معنی کیا بیان کیا، فرماتے ہیں:

جو تین بیک بار دینے سے ڈرتا ہے اور تین طلاقیں اکٹھی نہیں دیتا پھر ابن

عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے لئے دروازہ کھولے گا چونکہ اللہ نے کھول رکھا ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔

فرمایا:

میرے رب کا یہ فرمان ہے کہ جو ڈرے گا، اللہ اس کے لئے رستہ کھول دے گا۔

پھر فرمانے لگے:

وَإِنَّكَ لَمُتَّقٍ لِلَّهِ

تین طلاقیں دے کر ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے والے تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

اب دیکھو کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور آج کے بے لگام مفتی جو کہتے ہیں

، ہزار دے آؤ پھر بھی ہمارے پاس آؤ، ہم راستہ نکالیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بڑی فقاہت کسی کے پاس ہے، وہ علم و

حکمت کا بحر ناپیدا کنار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، وہ ترجمان اسلام اور

ترجمان قرآن، جن کو گھٹی کی شکل میں نبی ﷺ نے علم کے خزانے عطا فرمادیئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، جو اللہ سے ڈرے گا اس کے لئے

رستہ نکالیں گے۔

وَإِنَّكَ لَمُتَّقٍ لِلَّهِ

تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا، تو تینوں دے کے آیا ہے۔

اگر تو ڈرتا ہوتا تو ایک دیتا یا دو دیتا۔ تو تینوں طلاقیں دے کے آگیا ہے،

جب تو نے تینوں دے دی ہیں، تو

فَلَا أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا

میرے پاس تیرے لئے کوئی رستہ نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں ایک مفتی تو شریعت کے حکم کو ظاہر کرے گا، اپنے پاس سے جو لگائے گا وہ تو بھگوڑا بن جائے گا وہ اللہ کے دین کا بہت بڑا باغی ہوگا کہ جہاں اللہ نے راہ نکالی ہی نہیں ہے، یہ اپنی طرف سے نکالتا ہے۔ کون ہو سکتا ہے جو قرآن مجید کے اندر اپنی طرف سے بگاڑ پیدا کرے اور رستے نکالے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

فَلَا أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا

میرے پاس تیرا کوئی حل نہیں ہے۔

کیونکہ تو نے دو کام کئے ہیں۔

عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَاَنْتَ مِنْكَ اِمْرًا تَكُ۔

تو نے دو جرم کئے اپنے رب کی نافرمانی اور تیری عورت تجھ سے بائند ہوگئی ہے۔

دونوں کام تجھ سے ہو گئے، رب کا بھی نافرمان بن گیا اور تیری بیوی ہمیشہ

کے لئے تجھ پر حرام ہوگئی۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یہ نبوت کے

زیر سایہ پروان چڑھنے والے ہیں، جن کے گھر قرآن اترتا رہا ہے اور یہ واضح طور پر

سند صحیح سے میں بیان کر رہا ہوں، انہوں نے واضح کیا کہ یہ آیت اس پس منظر

میں ہے کہ جو تین دینے سے ڈرے گا، اللہ اس کا رستہ نکالے گا اور جو تین دے بیٹھے

گا، اس کے لئے دروازہ کھلنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اکیل کے صفحہ ۳۹۸ پر اس

آیت کے تحت لکھا:

قال ابن الفرس قال اكثر المفسرين معنى الآية: مَنْ لَا يَتَعَدَّى مِنْ طَلَاقِ السَّنَةِ إِلَى طَلَاقِ الثَّلَاثِ يَجْعَلُ لَهُ مَخْرَجًا إِنْ نَدِمَ فِي الرَّجْعَةِ بِهَا يُسْتَدَلُّ عَلَى تَحْرِيمِ جَمْعِ الثَّلَاثِ وَإِنَّمَا إِذَا جُمِعَتْ وَقَعَتْ.

ابن فرس کہتے ہیں کہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو نہیں تجاوز کرتا سنت طلاق سے تین طلاقوں کی طرف اگر وہ رجوع میں شرمندہ ہو تو اللہ اس کے لیے نکلنے کی جگہ بنائے گا۔ اس آیت سے تین طلاقوں کے جمع کرنے کی حرمت پر استدلال کیا جاسکتا ہے اور اس پر بھی یہ دلیل ہے کہ جب تینوں طلاقیں اکٹھی دی جائیں تو واقع ہو جائیں گی۔

آیت نمبر 3-

اللہ تعالیٰ کا سورۃ بقرہ میں فرمان ہے:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ۔

سورۃ البقرہ: ۲۲۹

دو طلاقیں ہیں اس کے بعد یا تو اس کو اچھے طریقے سے چھوڑ دیا اس کو رکھ لو۔

اب دو طلاقوں کے بعد یہ معاملہ ہے یا تو ان کو روک لو یا ان کو چھوڑ دو، اس

کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

سورۃ البقرہ: ۲۳۰

پھر اگر اس نے طلاق دی تو وہ عورت اس کے لئے کبھی بھی حلال نہیں ہوگی، یہاں تک کہ وہ کسی اور خاوند سے شادی کر لے۔

حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

یہاں تک کہ وہ عورت پہلے زوج کے سوا کسی اور زوج سے نکاح کرے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ

اس کی دو صورتیں ہیں۔

1- دونوں طلاقیں یکبار ہوں۔

2- دونوں طلاقیں ایک ایک کر کے دی جائیں۔

جب یکبار دو کا ہونا پایا جاسکتا ہے، تو تین کا ہونا بھی پایا جاسکتا ہے۔

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ

یہ قرآن مجید نے بیان کر دیا ہے، اس کے بعد فرمایا:

فَإِنْ طَلَّقَهَا-

اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

1- یا تو اسی طہر میں تیسری دے دے

2- یا اگلے طہر میں تیسری دے دے

جس طہر میں دودی تھیں اسی طہر میں تیسری بھی دیتا ہے تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور اگر تیسری جا کے اگلے طہر میں طلاق دیتا ہے تو پھر بھی تینوں واقع ہو جائیں گی۔

لہذا یہ آیت بھی لازم کر رہی ہے کہ تینوں طلاقیں ایک ہی طہر میں جو دی گئی ہیں، وہ ضائع نہیں جائیں گی، ان میں سے کوئی لغو نہیں جائے گی بلکہ تینوں کی تینوں واقع ہو جائیں گی۔ جب وہ تینوں واقع ہو جائیں گی تو اس کے بعد یہ جائز نہیں ہے کہ وہ عورت پھر اسی گھر میں بحیثیت زوجہ رہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

وہ عورت اس خاوند کے لئے جائز نہیں ہے، یہاں تک کہ وہ کسی اور سے شادی کرے، اگر وہاں سے فارغ ہوگئی تو پھر آسکتی ہے، ورنہ اس کے پاس آنا جائز نہیں ہے۔

طلاق ثلاثہ کے بعد تحلیل کا انداز خود قرآن مجید کا بیان کردہ ہے۔ یہ لازمی نہیں کہ وہ پہلے کے پاس ہی آئے، جدھر جانا چاہتی ہے، چلی جائے، پہلے سے آزاد ہو چکی ہے۔ اگر اتفاقاً ایسا ہو گیا کہ اس سے بھی طلاق ہوگئی ہے، اب اگر وہ واپس پہلے زوج کے پاس آنا چاہتی ہے تو قرآن کے کہنے کے مطابق آسکے گی۔

یہ تین آیات میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں، جن سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اگر کوئی بندہ تینوں طلاقیں یکبار دے، ایک جملے میں دے، ایک طہر میں دے یا علیحدہ علیحدہ طہروں کے اندر دے، وہ تینوں کی تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

احادیث نبوی ﷺ سے دلائل

احادیث نبوی میں باقاعدہ ایسی باتوں کا ذخیرہ ہے اور آثار بھی ہیں اور سارے علماء کرام، آئمہ کرام کے اقوال ہیں، یہ ایسا مسئلہ بھی نہیں جو لوگوں کی آنکھوں

میں دھول ڈالنے کے لئے کہہ دیں کہ تم حنفی ہو، شافعی اس طرح کرتے ہیں یا تم شافعی ہو، مالکی اس طرح کرتے ہیں یا تم مالکی ہو، حنبلی اس طرح کرتے ہیں۔ تینوں طلاقوں کے واقع ہونے پر سب متفق ہیں اور پوری امت کا اس پر اتفاق ہے۔

اس انداز میں اسکو بیان کیا گیا کہ سب کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور سب کے فتاویٰ اور دلائل اسی کو بیان کرتے ہیں جو انکار کرتے ہیں، ان کے گھروں کے فتوے ایسے ہیں جن میں انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ سات صدیوں تک امت میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ جو یہ کہتا ہو کہ تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہی واقع ہوتی ہے، سات صدیوں تک پوری امت اس پر قائم رہی تھی کہ جو شخص تین دیتا ہے، تو وہ تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 1-

عَنْ رُكَّانَةَ بِنِ عَبْدِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي الْبَتَّةَ فَقَالَ مَا رَدَّتْ بِهَا؟ قُلْتُ وَاحِدَةً قَالَ وَاللَّهِ؟ قُلْتُ وَاللَّهِ قَالَ فَهُوَ مَا رَدَّتْ

جامع ترمذی: باب ما جاء في الرجل يطلق امرته البتة:

رقم الحديث - ۱۱۷۷

حضرت رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ

إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَتِي الْبَتَّةَ

میں نے اپنی بیوی کو البتہ طلاق دے دی ہے۔

اس میں یہ نہیں ہے کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں۔ اس میں البتہ کا لفظ ہے (نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ نمبر 478) اور اس سے ایک بھی ہو سکتی ہے اور تین بھی ہو سکتی ہیں۔

لہذا یہ لفظ دونوں پر بولا جاتا ہے، تو البتہ کا لفظ بولنے والے سے پوچھا جائیگا کہ تمہاری نیت کیا تھی۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھ سے سرکار ﷺ نے پوچھا: مَا رَدَّتْ بِهَا

جب تو نے کہا کہ میری بیوی کو البتہ طلاق ہے تو اس وقت تمہارا ارادہ کیا تھا۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قُلْتُ وَاحِدَةً

میں نے کہا ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔

تو محبوب ﷺ نے قسم لی۔

قَالَ وَاللَّهِ؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم، کیا ایک کا ارادہ تھا۔

قُلْتُ وَاللَّهِ

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا، خدا کی قسم! میں نے اس سے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔

تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَهُوَ مَا رَدَّتْ

پھر جو تمہارا ارادہ تھا، وہی واقع ہوگئی۔

اس میں تو لفظ بولا ہی نہیں لفظ بولا جائے تو پھر نیت کا اعتبار ہی نہیں ہوتا پھر تو بات پوری ہو جاتی ہے۔

البتہ میں احتمال تھا کہ ایک ہو یا تین ہوں، بولنے والے سے پوچھا گیا کہ تیری اس وقت نیت کیا تھی، وہ بیان کر دو، اگر ایک کی ہے تو ایک، تین کی ہے تو تین۔ رکانہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، میں نے ایک کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: رکانہ رضی اللہ عنہ جس کا تم نے ارادہ کیا تھا، وہی واقع ہوگئی۔

ہماری دلیل اس میں یہ ہے کہ جب سید عالم ﷺ نے حلف لیا کیا ایک کا ارادہ تھا یا تین کا قسم اٹھاؤ۔ اگر تینوں کے ارادے سے تینوں واقع نہ ہوتیں تو سرکار ﷺ کبھی ایک پر حلف نہ لیتے اور فرماتے کوئی بات نہیں، ایک ہے تو پھر بھی ایک ہے اگر تین ہیں تو پھر بھی ایک ہے، ایسا ہرگز نہیں فرمایا:

لہذا اس حلف سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اگر ان کا ارادہ تین کا ہوتا تو فتویٰ بھی تین کا ہوتا اور آپ کا یہ حلف لینا ظاہر کر رہا ہے کہ آپ نے اپنے زریں دور میں یہ واضح کیا کہ اگر کوئی تین دے گا تو تینوں کی تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

اس حدیث کو اور طریقے سے مخالفین بھی پیش کرتے ہیں، اس کو تین کی بجائے ایک قرار دیتے ہیں، اور تین کا لفظ اس میں بولتے ہیں۔

اس کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا اور فرمایا: اصل میں وہ راوی روایت بالمعنی کر رہا ہے، اور اس کا خیال یہ تھا کہ البتہ تین کو کہا جاتا ہے حالانکہ البتہ ایک اور تین دونوں پر بولا جاتا ہے، اس نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے ثلاثہ کا لفظ بول دیا ہے۔ اور وہ روایت ضعیف ہے (نووی شرح مسلم (جلد ۱ صفحہ 478)، صحیح حدیث وہ ہے جو رکائے رضی اللہ عنہ عبد بن یزید کی جامع ترمذی میں بیان کی گئی ہے (جامع ترمذی باب ماجاء فی الرجل یطلق امرأته، البتہ حدیث نمبر ۱۱۷۷) جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوب سے یہ پتہ چلا کہ تین طلاقیں اگر اکٹھی دی جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 2-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو
حالت حیض میں طلاق دے دی۔

ثُمَّ ارَادَ أَنْ يُتْبِعَهَا بِطَلَاقَتَيْنِ أُخْرَيْنِ
پھر ایک طلاق کے بعد دوسری دو طلاقیں دینے کا ارادہ کیا۔

فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔

فَقَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عمر رضی اللہ عنہ! تم اس طرح حیض کے اندر طلاقیں دے رہے ہو، ایک دی ہے اور پھر دو طلاقیں اور دے رہے ہو۔

مَا هَكَذَا أَمَرَكَ اللَّهُ

اللہ نے تجھے ایسا حکم نہیں دیا

إِنَّكَ قَدْ أَخْطَأْتَ السُّنَّةَ

تو نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے۔

پہلے جو ایک حیض میں طلاق دی ہے وہ بھی تم نے خلاف ورزی کی ہے

وَالسُّنَّةُ أَنْ تَسْتَقْبِلَ الطُّهْرَ

سنت یہ ہے کہ طہر کا انتظار کرتے اس طہر میں جا کے پھر تم طلاق دیتے اور جو

دی ہے وہ پوری ہو گئی ہے۔

اب یہاں پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ پوچھ لیا، حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ:

أَرَأَيْتَ لَوْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا

ابھی تو میں نے ایک دی ہے، اگر میں تینوں دے دیتا تو پھر کیا ہوتا۔

میں نے حالت حیض میں ایک طلاق دی ہے تو آپ ﷺ نے ڈرایا ہے کہ تم

نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے اور ابھی دو میں دینا چاہتا تھا، میں رک گیا، اگر میں

تینوں دے بیٹھتا تو پھر

اَكَانَ يَحِلُّ لِيْ اَنْ اُرْجِعَهَا

کیا میرے لئے یہ جائز تھا کہ میں اُس کی طرف رجوع کر لیتا۔
اگر میں تینوں دے بیٹھتا تو پھر کیا ہوتا، ابھی تو میں نے ایک دی ہے لیکن
مسئلہ میں تین کا بھی پوچھنا چاہتا ہوں، ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس وقت میں
نے یہ کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا

اگر تم تینوں دے دیتے تو پھر رجوع کبھی جائز نہ ہوتا۔
ایک دی ہے تو دروازہ ابھی کھلا ہے، تینوں دیتے تو پھر
كَانَتْ تَبَيِّنُ مِنْكَ وَتَكُوْنُ مَعْصِيَةً دَارِ قُطْنِي: ۳۱/۴

وہ تجھ سے جدا ہو جاتی، دائی طور پر وہ تجھ سے علیحدہ ہو جاتی اور یہ گناہ ہوتا۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ ایک پوچھا ہے کہ اگر تینوں واقع
ہوں تو پھر اس کا کیا حکم ہے؟ تو رسول اکرم ﷺ نے واضح ارشاد فرمایا کہ اگر تم تین
دے دیتے تو تین دینے کے بعد کبھی تیرے لئے رجوع جائز نہیں تھا۔

حدیث نمبر 3-

اس حدیث کو حدیث امراة رفاعہ بھی کہا جاتا ہے
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ
فَطَلَّقَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عَسِيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ

بخاری شریف: باب من اجاز الطلاق الثلاث: ۷۹۱/۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین

طلاق دے دیں۔

فَتَزَوَّجَتْ

جب وہ اس سے فارغ ہوئی تو اس نے کہیں اور جا کے شادی کر لی۔

فَطَلَّقَ

اگلے خاوند نے بھی اس کو طلاق دے دی۔

اب پہلے اس کو تین طلاقیں ہوئیں، پھر اس نے آگے شادی کی، پھر اس کو طلاق ہو گئی۔ اب جس وقت اس کو طلاق واقع ہوئی تو اس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا اب یہ جائز ہے کہ یہ پہلے خاوند کے پاس چلی جائے، جبکہ اس عورت نے کہا تھا کہ آگے نکاح تو ہوا ہے لیکن ہم بستری پوری نہیں ہوئی، تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا

تم اس وقت تک پہلے خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی

حَتَّى يَذُوقَ عَسِيْلَتَهَا

جب تک اس کا جو بعد والا خاوند ہے شہد نہ چکھ لے۔

كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ

جس طرح کہ پہلے زوج نے چکھا تھا۔

اس وقت تک یہ عورت پہلے کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ صرف نکاح کافی نہیں، نکاح کے بعد ہم بستری مکمل ضروری ہے اور اس کی ابھی تک

نہیں ہوئی۔ لہذا اگرچہ نکاح آگے ہو گیا لیکن اس کو پہلے خاوند کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہے، جب تک دوسرے خاوند کے پاس یہ عمل مکمل نہیں ہو جاتا۔

اب ہماری دلیل اس میں یہ ہے کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے موقف کے مطابق وہ یک بار ہوئی تھیں جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ثابت ہے اور یک بار ہونے کے بعد اس کا آگے نکاح ہو گیا تھا وہاں سے اب واپس پہلے کے پاس آنا چاہتی تھی اور سرکارِ رسول ﷺ سے مسئلہ پوچھا، اگر پہلی تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں، صرف ایک ہوتی تو پھر آگے نکاح کی ضرورت تھی نہ نکاح کے ساتھ ہم بستری کی ضرورت تھی۔

سید عالم ﷺ نے فرمادیا، نہیں نہیں۔ صرف نکاح کافی نہیں بلکہ وطی بھی کرے، تو پھر یہ پہلے پر حلال ہوگی، اس سے پتہ چلتا ہے کہ محبوب ﷺ کی بارگاہ میں اس کو واضح کیا گیا کہ جو پہلے نے تینوں یکبار دی ہیں، وہ تینوں واقع ہو چکی ہیں۔

بخاری شریف میں یہ رسول اکرم ﷺ کا فیصلہ ہے۔

یہ عمل وہ ہے جس کو شرعی طور پر تحلیل کہتے ہیں اردو میں اس کے لئے حلالہ کا لفظ بولتے ہیں، اگر اس تحلیل کا کوئی مذاق اڑاتا ہے تو وہ قرآن کا مذاق اڑاتا ہے اور نبی ﷺ کے فرمان کا مذاق اڑاتا ہے، ہم اس کو قرآن و سنت سے بیان کرتے ہیں، اگر کوئی آدمی اس کا پیشہ بناتا ہے، تو وہ دھتکارا ہوا آدمی ہے۔

اگر کسی نے تین طلاقیں دے دیں تو وہ ہو جائیں گی۔ وہ عورت دوسرے کے ساتھ شادی کرے۔ پھر اس نے بھی اس کو طلاق دے دی، اب وہ واپس آنا چاہے تو آسکتی ہے، اس کے لئے اب یہ حلال ہے، اللہ تعالیٰ نے اب اس کو حلال

قرار دے دیا ہے۔

رہا معاملہ یہ کہ اس کو حلالہ کہا جائے یا نہ کہا جائے؟ تو ہم یہ نہیں کہتے کہ اس کو ضرور حلالہ ہی کہا جائے، جن کو حلالہ کہنا پسند نہیں، وہ اس کو حرامہ کہہ لیں لیکن بہر حال یہ ایک عمل ہے، جس کو شریعت نے بیان کیا اور واضح کیا۔ اگر یہ تینوں اکٹھی دینے کا معاملہ نہ بھی ہو، ایک ایک ہر طہر میں دے کر کسی کو فارغ کیا جائے تو وہ بتائیں، اس کے علاوہ اس کا کون سا حل ہوگا۔ سوائے اس تحلیل شرعی کے اور کوئی عمل نہیں ہے۔

لہذا پتہ چلا کہ یہ محض ایک شرعی حکم کو بدنام کرنے کے لئے اس تحلیل شرعی کے خلاف ایسا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ ورنہ یہ تو قرآن کا حکم ہے، یہ حدیث کا فیصلہ ہے اور رسول اکرم ﷺ کے فرمان کا خلاصہ ہے، جس میں فرمایا کہ دوسرے خاوند سے صرف نکاح ہی کافی نہیں ہے بلکہ جماع اور ہم بستری بھی ضروری ہے، تب جا کر یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگی۔

حدیث نمبر 4-

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں۔

حضرت عویمیر رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے، انہوں نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی کہ ان کا کردار اچھا نہیں ہے۔ اگر یہ خاوند بیوی کے بارے کہہ دے تو لعان کا حکم ہے، قسمیں اٹھائی جاتی ہیں۔ اب جس وقت مسجد نبوی شریف میں لعان ہو گیا، دونوں نے ایک دوسرے پر لعنت کر دی۔ حضرت عویمیر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اب اگر میں اس کو اپنے پاس ہی رکھوں پھر تو گویا میں نے جھوٹ بولا، یعنی اس کی

صداقت کو میں نے تسلیم کر لیا، تو میں اس کو پاس نہیں رکھوں گا۔

فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا

انہوں نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔

حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے، لعان کے بعد اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ جس وقت انہوں نے تین طلاقیں دیں تو پھر کیا ہوا۔

فَأَنفَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (ابوداؤد شریف: ۳۰۶/۱)

رسول اکرم ﷺ نے تینوں طلاقیں نافذ فرمادیں۔

اب اگرچہ ضرورت نہیں رہی تھی۔ لعان خود جدائی کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے جب تین طلاقوں کا قول کیا ہے

طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا

کے لفظ بولے ہیں۔

فَأَنفَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

ہمارے نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم لغو بولتے ہو، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تین واقع ہو جائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے تینوں طلاقوں کے جاری ہونے کا حکم فرمادیا۔

حدیث نمبر 5-

حضرت عامر شععی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت فاطمہ بنت قیس جن کی طلاق کا مسئلہ صحابہ کرام میں زیادہ مشہور تھا، میں نے ان سے پوچھا تم بتاؤ، تمہاری

طلاق کا معاملہ کیا تھا؟

حَدَّثَنِي عَنْ طَلَّاقِكَ

اپنی طلاق کے بارے میں مجھے بتاؤ، کہ تمہاری طلاق کیسے ہوئی۔
وہ کہنے لگی۔

طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا

میرے زوج نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔

وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ

اور وہ یمن کے سفر پر جا رہا تھا۔

اس وقت جھگڑا ہو گیا تو میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔

رسول اکرم ﷺ کی ظاہری حیات کا زمانہ تھا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ

فاطمہ بنت قیس کو خاوند نے تین طلاقیں دے دی ہیں، اب کیا کرنا چاہئے۔

فَاجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (ابن ماجہ: ح: ۲۰۲۲)

تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تینوں واقع ہو گئی ہیں۔

اب میں نے اختصار کے پیش نظر پانچ احادیث اس موقف پر پیش کی ہیں،

اس کے بارے میں آثار بے شمار ہیں۔ بالخصوص بارہ آثار بڑے

powerfull ہیں کہ جن کے اندر اس مسئلے کو اسی نوعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

۔ یہ مسئلہ سید عالم ﷺ سے جس طرح آگے چلا ہے، اس کو جیسے امت نے سمجھا ہے،

وہ صحابہ ہوں یا تابعین ہوں، تبع تابعین ہوں یا ائمہ مجتہدین ہوں۔ سارے فقہاء

نے اس کو اسی پس منظر میں سمجھا ہے کہ اگر کوئی تین طلاقیں دے گا تو تینوں کی تینوں واقع ہو جائیں گی۔

اس سلسلہ میں ہمارے مخالف کیمپ کے امام شوکانی نے اپنی کتاب نیل الاوطار جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۳۱ پر یہ لکھا:

ذَهَبَ جَمْعُ هَوْرٍ التَّابِعِينَ وَكَثِيرٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَائِمَّةُ الْمَذَاهِبِ الْارْبَعَةِ وَطَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ۔

جمہور تابعین، کثیر صحابہ کرام اور مذاہب اربعہ کے ائمہ اور اہل بیت میں سے ایک گروہ اس طرف گئے ہیں کہ تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

یہاں تک کہ برصغیر پاک و ہند میں جو ان لوگوں کی بنیاد ہے، وہ فتاویٰ ثنائیہ ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱ اور جلد نمبر ۲ میں انہوں نے اس کو بیان کیا۔ اس کو

کان کھول کر ان لوگوں کو سننا چاہئے اور سننا اس لئے چاہیے تاکہ اصلاح ہو جائے۔ ہمارا کسی سے کوئی پلاٹوں کا جھگڑا نہیں۔ ہمارا تو شریعت مطہرہ پر حفاظت اور پہرے کا

معاملہ ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس بات پر نبی پاک ﷺ کو غصہ آیا۔ ہمارے ہوتے ہوئے ہمارے قرآن کی یوں مخالفت کی جائے۔ ہمارے اندر جان ہے اور روح

موجود ہے اور ایسے معاشرے میں بگاڑ پیدا کیا جا رہا ہے، اگر ہم نہیں سمجھائیں گے تو ہمیں زندہ ہونے پر بھی افسوس رہے گا۔ اس واسطے صرف اور صرف دین متین کی

حفاظت اور اس پر پہرہ دینے کے لئے تمہارے سامنے اس موضوع کی ایک سری کو پیش کر رہا ہوں۔

فتاویٰ ثنائیہ میں یہ بات موجود ہے کہ:

اصل بات یہ ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ، تابعین و محدثین سے تو تین طلاقوں کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں ہے۔ فتاویٰ ثنائیہ: ۲۱۷/۲

ہم کہتے ہیں، تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک طلاق ہوتی ہے اور ان کا امام کہتا ہے کہ سات صدیوں تک کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ تین ایک بنتی ہیں بلکہ تین تین ہی رہتی ہیں اس میں اس نے واضح طور پر کہا:

اصل بات یہ ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین و محدثین سے تو تین طلاقوں کا واحد شمار ہونا ثابت نہیں ہے۔ تو پتہ چلا کہ یہ بعد میں گھڑا گیا ہے۔ خود ان کا مفتی جب بتاتا ہے کہ سات صدیوں تک تین کو ایک نہیں بنایا گیا بلکہ تین ہی سمجھا گیا ہے تو جب تین کو ایک بنایا گیا ہے یہ بعد کا معاملہ ہے۔ ویسے بھی سوچنا چاہئے کہ باقی ہر معاملے میں تین تین ہوں اور طلاق جو سب سے سخت ہے، وہ ایک بن جائے۔

مثال کے طور پر جو کسی سے کہے کہ میں نے تیرا ہزار دینا ہے اور ہزار دینا ہے اور ہزار دینا ہے، وہ تو تین ہزار بن جائے اور جہاں کہے تجھے طلاق دی، تجھے طلاق دی، تجھے طلاق دی، وہ ایک بن جائے، یہ کیسا معاملہ ہے، وہ ہزار چھوٹا معاملہ ہے اور طلاق بہت بڑا مسئلہ ہے، یہ تو حدود اللہ کا معاملہ ہے۔ اس واسطے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر غصہ آیا

بالخصوص یہ پہلو کہ آج ہم جس موقف پہ ڈٹے ہوئے ہیں یہ ایمانی تقاضا ہے اور دوسری طرف سے مذہبی رشوت کے طور پر تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور وہ بندہ اپنے ایمان کی خیر منائے کہ جو صرف طلاق کے معاملے میں ان کے دروازے پہ جا نکلتا ہے۔ ایسے بندے کے بارے میں ائمہ کا قول ہے کہ وہ زندیق بن کے مر جائے گا، اس کو ایمان نصیب نہیں ہوگا۔ صرف چھوٹ لینے کے لئے ان کا دروازہ جا کے دیکھا اور فتویٰ لے آیا کہ میرے پاس ایک فتویٰ ہے، اس کو شرم نہیں آتی کہ اللہ نے جو دروازہ بند کیا ہو وہ کروڑ مفتی بھی نہیں کھول سکتے۔

اس واسطے رسول اکرم ﷺ کی یہ شریعت ہے۔ اس کا ادب ہے، اس کا احترام ہے اور یہ حدود اللہ ہیں۔ ان کے ساتھ جو تھوڑا سا بھی بے ادبی کا پہلو اختیار کرتا ہے، آج بھی سرکار ﷺ کو گنبد خضریٰ میں اس پر غصہ آتا ہے۔

اس واسطے اس کو کوئی معمولی سا معاملہ نہ سمجھا جائے، جب میرے نبی ﷺ اس وقت غصے میں آگئے تھے تو آج بھی غصہ ہوگا۔ ایک شخص کو تھوڑا سا مسئلہ بنا تو اس نے اپنا قبلہ ہی بدل لیا، اور یہ کہا کہ وہ بھی مولوی ہیں، ان کے پاس بھی فتوے ہیں، یہ ہے وہ ہے، نہیں نہیں۔ مومن کچی لسی والا عقیدہ نہیں رکھتا، مومن تو دودھ والا عقیدہ رکھتا ہے۔

لہذا تم پر بھی یہ ضروری ہے اپنے رشتہ داروں کے لحاظ سے پہلے جو عاقل بالغ مرد ہیں ان کو سمجھاؤ کہ طلاق کوئی مذاق نہیں ہے۔ یہ کوئی بازی گری نہیں ہے۔ یہ کوئی تمہارے لئے refreshment کا پہلو نہیں ہے کہ خوش ہوئے تو کہہ دیا کہ تجھے طلاق ہے اور غصہ آیا تو کہا تجھے طلاق ہے، نہیں نہیں، یہ اللہ کی حد ہے۔ لہذا اللہ کی حد

کو حد سمجھنا چاہئے، جو اس حد کو نہیں سمجھتا، رب ذوالجلال کا عذاب اس پہ نازل ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ یہ حالات میرے محبوب ﷺ کے سامنے تھے، سید عالم ﷺ کی نگاہ پہ قربان جاؤں۔

تیری نظر خارزار شب میں گلاب تحریر کر چکی تھی
اجاڑ نیندوں کے خواب میں انقلاب تحریر کر چکی تھی
میرے ذہن کے فلک پر جو سوال چمکے تو میں نے دیکھا
تیرے زمانے کی خاک ان کے جواب تحریر کر چکی تھی
رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَلْعَبُونَ بِحُدُودِ اللَّهِ سنن کبریٰ للبیہقی: ۷/ ۳۲۲
ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اللہ کی حدود کے ساتھ کھیلتے ہیں۔

ان قوموں کی مجال کیا: وہ کتنے پانی میں ہیں، وہ اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہیں جو اللہ کی حدود کے ساتھ بازی کرتے ہیں، اللہ کی حدود کے ساتھ کھیل کرتے ہیں اور مذاق کرتے ہیں، یہ آپ ﷺ کا فرمان مطلقاً تھا۔ اس سے آپ سب کو ٹوک سکتے ہیں جو شریعت کے ساتھ مذاق کرنے والے ہیں، ٹوکنا کیا ان کو سمجھا سکتے ہیں خواہ وہ نام نہاد روشن خیال ہوں یا ان کا کوئی طبقہ ہو۔

میرے محبوب ﷺ نے فرمادیا کہ ان لوگوں کے پاس کیا authority ہے جو اللہ کی حدود کے ساتھ لعب کرتے ہیں، کھیلتے ہیں، ان کو بدلنے یا ان کو ختم کرنے کی باتیں کریں یا ان پر توہین آمیز جملے کہیں یا ان کے بارے میں کوئی تنقید

کریں۔ فرمایا: وہ ہوتے کون ہیں اللہ کی حدود کے ساتھ ایسا کرنے والے۔

اس کے بعد بطور خاص یہ لفظ بولا، ایک آدمی کہتا ہے:

قَدْ طَلَّقْتُكَ

میں نے تجھے طلاق دی۔

پھر کہتا ہے:

قَدْ رَاجَعْتُكَ

میں نے تجھ سے رجوع کیا۔

پھر کہتا ہے:

قَدْ طَلَّقْتُكَ

میں نے تجھے طلاق دی۔

آپ نے فرمایا یہ اللہ کی حدود کے ساتھ مذاق ہے۔

یہ انداز قوم کو کس نے سمجھایا ہے، تم اس کے گواہ ہو، یہ ان لوگوں نے سمجھایا ہے جو کہتے ہیں طلاق ہزار بھی دو تو ہوتا کچھ بھی نہیں۔ اب یہی ہے ناں کہ بندے یہی سمجھیں گے کہ طلاق Normal سی بات ہے، ایک صبح دیتے ہیں پھر شام کو رجوع کر لیں گے پھر عشاء کو دیں گے، صبح رجوع کر لیں گے۔ یہ طریقہ قوم کو جن لوگوں نے سکھایا ہے اور اس کو مذہبی رشوت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ آخر انہیں سوچنا چاہئے کہ نبی ﷺ نے کتنے سخت جملے بولے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اللہ کی حدود کے ساتھ مذاق کرتے ہیں، ایک بار کہا طلاق دے دی، پھر کہا رجوع

کر لیا پھر طلاق دے دی۔

یہ وہ طریقہ ہے جو لوگوں نے رائج کیا کہ طلاق دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تمہیں ان خفیوں نے ڈرا رکھا ہے اور فقہ والوں نے تمہیں ڈرا رکھا ہے، ہوتا کچھ بھی نہیں۔ ہزار دے کر ہمارے پاس آؤ، ہم فتویٰ دیں گے۔

میرے محبوب ﷺ نے فرمایا یہ کوئی مذاق ہے، ایک بار کہا

طَلَّقْتُكَ

پھر کہا

رَاجَعْتُكَ

نہیں نہیں۔ یہ اللہ کی حدود ہیں۔ ان کا احترام یوں کرو جیسے اللہ کی حد کا احترام کیا جاتا ہے۔ اصل میں معاملہ یہ خراب ہو رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں بیوی میری ہے۔ نکاح میرا ہے۔ اس میں اور کسی کا کیا میں جو بھی بولوں وہ میری مرضی ہے۔ تو اللہ فرماتا ہے:

بیوی اگرچہ تیری ہے لیکن حلال میں نے کی ہے۔ اگر میں حلال نہ کرتا تو کبھی حلال نہ ہوتی۔ مخلوق تم میری ہو، معاشرہ میرا ہے، معاشرے میں تم گند نہ پھیلاؤ اور گندی باتیں نہ کرو، فحاشی نہ پھیلاؤ۔

یہ فحاشی کا باقاعدہ شعبہ ہے۔ اگر ایسا سلسلہ چلتا رہا تو کام مزید بگڑ جائے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا طلاق کا معاملہ بڑی احتیاط کے ساتھ اور طلاق کا استعمال بڑی ضرورت کے بعد ہونا چاہئے۔

یہ ہمارا موقف ہے۔ ہم قوم کو اس پر متوجہ کر رہے ہیں اور مطمئن کر رہے ہیں اور اس پہ پابند کر رہے ہیں کہ یہ شفاعت نگر مدینہ کا راستہ ہے۔ جن لوگوں نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے وہ کسی اور راستے کی طرف قوم کو لے جانا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت فکروں گا کہ ٹھنڈے دل سے سوچو اور کوئی اور کام کر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لو، مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگوں کو ذبح کرنا چاہتے ہو۔ ایسے معاملے میں جب ایک طرف گھرا جڑا ہوا ہے اور دوسری طرف تم ان کا ایمان بھی اجاڑنا چاہتے ہو اور پھر تم ان کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہو، یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

اس میں لوگ باتیں کر دیتے ہیں کہ دیکھو اس عورت کا قصور کیا ہے، وہ کدھر جائے گی، تم کہتے ہو تینوں واقع ہو گئیں، عورت بے چاری کا قصور کیا ہے، میں نے کہا یہ تمہارا ہم پہ اعتراض نہیں ہے بلکہ یہ تمہارا رب پر اعتراض ہے، کیوں؟ اللہ فرماتا ہے:

بَيِّدْهُ عُقْدَةُ النِّكَاحِ

نکاح کی گرہ میں نے مرد کے ہاتھ میں دی۔

لیکن تمہارا مقصد یہ ہے کہ ایک گرہ مرد کے ہاتھ میں ہو اور دوسری گرہ عورت کے ہاتھ میں ہو، جب چاہے مرد کھولے اور جب چاہے عورت کھولے۔ جبکہ اصل طلاق میں ہی مساوی نہیں ہے، طلاق میں فوقیت مرد کو دی گئی ہے۔

لہذا اب اس کے لحاظ سے تین نہ سہی یا تین جدا جدا سہی جب سنت کے مطابق اور شریعت کے مطابق تین طلاقیں ہو گئی تھیں تو عورت پھر بھی بے گھر

ہوئی۔ بتاؤ اس وقت قصور کس کا تھا، تو کیا یہ کہو گے، یہ قصور معاذ اللہ شریعت کا ہے، پھر ایمان کیسے بچے گا۔ نہیں! یہ اللہ کا فیصلہ ہے، اس میں قصور نہیں ہے، اس پر تنقید نہیں ہے، اس کا استہزاء نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ہم تو اس کو لکھ کے دے سکتے ہیں، اس کی وکالت اور ترجمانی کر سکتے ہیں، ہم اپنی طرف سے فیصلہ نہیں بنا سکتے، اس فیصلے کا اظہار کر سکتے ہیں، جو عرش کا فیصلہ ہے، اس واسطے ہم نے یہ تقسیم نہیں کی یہ تقسیم رب کائنات کی ہے۔ لہذا اس پر اعتراض کوئی نہ کرے، ورنہ ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

طلاق میں یہ صورتحال ہے کہ میں نے غصہ میں کہہ دیا، اب بتاؤ کہ طلاق دی غصے میں ہی جاتی ہے، اگر غصے کے اندر طلاق طلاق نہیں ہے تو پھر کب کی طلاق ہے، غصے میں ہی طلاق ہوتی ہے اور طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ بالخصوص میں اس حدیث شریف کے لحاظ سے بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں تین طلاقیں ایک تھیں، پھر جا کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تین کو تین قرار دیا۔ اتنی آیات قرآنیہ کے باوجود اور اتنی احادیث کے باوجود اس پر اپنے سارے پلندے کی بنیاد رکھنا، یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اس وقت تین طلاقیں ایک تھیں، مطلب کیا ہے کہ وہاں پر طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے میں دوسرا اور تیسرا پہلے کی تاکید کے لئے بول لیتے تھے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ تین طلاقیں ایک سمجھی جاتی تھیں۔

جس طرح کسی آدمی کو شک تھا کہ زید آیا ہے یا نہیں آیا تم کہتے ہو زید آیا، زید آیا، زید آیا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تین آئے، اس کا مطلب ہے کہ ایک ہی آیا اور

ضرور آیا تو دوبار جو زید بولا گیا وہ تاکید کیلئے تھا۔

اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ طلاق ایک بڑا عجیب معاملہ تھا اور اس کے لحاظ سے لوگوں میں یہ تھا کہ اس سے چونکہ دائمی طور پر رشتہ کٹتا ہے اور اس سے جدائیاں ہوتی ہیں تو اس کی تاکید کرنی چاہئے۔ لہذا بعد والے دو جملے بول کے یا ایک بول کے ان کا مقصد نئی طلاق دینا نہیں ہوتا تھا بلکہ پہلی کو پکا کرنا ہوتا تھا۔

لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں واضح کر دیا گیا تھا لیکن اب وہ زمانہ گزر گیا ہے، اب ہر ایک کو پتہ ہے کہ ایک دینے سے بھی پکی ہو جاتی ہے۔ ہر ایک کو پتہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عوام تک لوگوں کو پتہ ہے، خواص کو تو پہلے بھی پتہ تھا، اب جس وقت کوئی دوسرا لفظ بولے گا تو اصل کے لحاظ سے جو حکم پہلے بھی خواص میں موجود تھا، وہ عوام پر لاگو کیا جائے گا کہ دوسری اور تیسری مستقل طلاقیں شمار کی جائیں گی۔ ان کو پہلی طلاق کے لئے تاکید نہیں بنایا جائے گا۔ امام نووی نے اس کے جواب میں یہ بھی کہا ہے کہ پہلے عمومی طور پر لوگ دیتے ہی ایک ایک تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں نے تین اکٹھی دینا شروع کیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تین قرار دیا۔ لہذا دور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حکم نہیں بدلا لوگوں کی عادت بدل گئی تھی۔ حکم پہلے والا ہی تھا جو آپ نے نافذ کیا۔ (نووی شرح مسلم۔ جلد 2 صفحہ 478)

ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وضاحت کی ہے، سب کو سمجھا دیا ہے اور تمام مسائل کی طرح اس کے باقاعدہ شعبہ جات سکھائے ہیں اور پڑھائے ہیں۔

خود ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ میں نے پڑھ کر سنایا جس پر انہوں نے کہا کہ تم میں سے کوئی حماقت پر سوار ہوتا ہے اور پھر مجھے کہتے ہو کہ کوئی رستہ نکالو،

ابن عباس رضی اللہ عنہ جو خود فتویٰ دے رہے ہیں، روایت کچھ کریں اور فتویٰ کچھ دیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لہذا انہوں نے بتایا کہ مطلب یہ ہے اور اس انداز میں دین کو سمجھا جائے۔ اس کے لحاظ سے وہ اللہ کی حدود کا خیال نہیں رکھتا تو طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور ساتھ ساتھ گنہگار بھی شمار ہوگا۔

پوری امت میں یہ دستور اتنا واضح تھا، اتنا بدیع تھا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ ہند میں کسی نے تین طلاقیں دیں۔ کس طرح؟ اس نے ایک لفظ بولا تھا کہ اگر میں وہ عبادت نہ کروں جو میرے سوا کوئی اور نہ کر رہا ہو تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں۔ جب اس نے اللہ کی بندگی کے شوق میں یہ قسم اٹھادی کہ میں ایسی عبادت کروں گا جو میرے سوا کوئی عبادت نہ کر رہا ہوگا۔ یہ قسم اٹھانے کے بعد اس نے مفتیوں سے پوچھا کہ وہ عبادت کونسی ہے۔ جو اس وقت میں کروں اور کوئی نہ کر رہا ہو۔ انہوں نے کہا بندہ خدا وہ عبادت کہاں سے آئے گی، ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ تو نفل پڑھ رہا ہے اور کوئی نفل نہیں پڑھ رہا۔ اگر تو نے روزہ رکھا ہے تو اور ہزار لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہوگا۔ تو نے یہ قسم کیوں اٹھائی۔ وہ بندہ بڑا پریشان ہوا چلتا چلتا یہ معاملہ عرب میں پہنچا اور پھر عرب سے عقل العرب عراق بغداد شریف میں پہنچا۔

اب یہاں سے وہاں تک پوری دنیا میں مسئلہ پھیلا مگر کسی مفتی نے یہ نہیں کہا کہ تو نے تین کی قسم اٹھائی ہے، اگر ہزار کی بھی اٹھائے تو کوئی بات نہیں تو نے تین ہی کہی ہیں۔ اگر میں وہ عبادت نہ کروں تو میری عورت کو تین طلاقیں ہیں اگر تم نہیں کرو گے تو تین واقع ہی نہیں ہوں گی۔ پوری اسلامی دنیا میں سے جواب کسی نے نہیں دیا کیونکہ اس وقت کوئی قوم ایسی نہیں تھی جو یہ کہے کہ تین ایک ہوتی ہیں۔ سارے اس تلاش میں ہیں کہ کوئی ایسی عبادت مل جائے کہ جس کی وجہ سے اس کی بیوی طلاق سے بچ جائے۔

چلتے چلتے یہ مسئلہ وہاں پہنچا جہاں طریقت کے پھول کھلتے ہیں اور شریعت کے بھی چاند چمکتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب یہ مسئلہ پہنچا تو آپ فرمانے لگے:

یہ تو کوئی مشکل ہی نہیں ہے۔ تم نے اتنی دیر اس میں لگا دی اور کہاں سے تم چلے۔ اس بندے کو تم مکہ شریف لے جاؤ اور کعبہ کے گرد طواف کرنے والوں کو ہٹا دو، اس کو کہو کہ یہ طواف کرے، تو یہ وہ عبادت ہوگی جو اس وقت اس کے سوا کوئی نہیں کر رہا ہوگا۔ (فلائد الجواہر ص ۳۸)

اب مسئلہ حل ہو گیا۔ اگر کوئی دوسرا پہلو ہوتا تو پوری دنیا سے کوئی ایک بندہ تو بولتا کہ اس کے لئے عبادت کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ طلاقیں تین ہوتی ہی نہیں۔ اگر یہ عبادت نہ بھی کرے تو معاملہ یوں کایوں ہی رہے گا، نہیں نہیں سب کا یہ موقف تھا کہ تین کی تین ہی ہو جائیں گی۔ اس کا کوئی حل تلاش کرنا چاہئے۔ بالآخر وہ حل سامنے آیا۔

یہ مختصری summary کی شکل میں اس مسئلہ کو پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھ کے آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین